Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

آسیبی دلہن

قیصر جمیل پروانہ۔ماموں کانجن

اچانک ایک گونجدار کرخت آواز گونجی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک انگارہ برساتی نادیدہ قوت کی چنگھاڑ سنائی دی۔ اور پھر اچانک......

خوف وہراس اور جسم وجاں پر سکتہ طاری کرتی دلہن کی اچھوتی،انوکھی اورڈراؤنی کہانی

جمال میرادوست جوگزشتہ تیس سال سے میرا ساتھی تھا، وہ شہر اپنے کسی دوست کے ساتھ گھومنے گیا ہوا تھا۔اس لئے جاتے ہوئے مجھے بھی چلنے کی دعوت دی۔مگر میں نے اپنی طبیعت میں گرانی محسوس کر کے اس کا ساتھ دینے سے انکار کردیا اور آ کر اپنے بستر پر لیٹ گیا اور لیٹے لیٹے بانو کے بارے میں سوچنے لگا اس کا پرخلوص مسکراتا ہوا چہرہ تصور کی دنیا آباد کرنے لگا اور اس کے ساتھ ہی میرے سخت گیر اور حریص طبیعت کے مالک ماموں کا چہرہ بھی ابھرا،مرتے وقت جن کی سرپرستی میں دے کر مجھے والدین موت کی بھیانک سرزمین کے باسی بن چکے تھے۔

سخت گیر ماموں بے اولاد ہونے کی وجہ سے میرے والدین کی چھوڑی ہوئی جائیداد اکیلا ہڑپ کرنے کی فکر میں رہتے اور آئے دن طرح طرح کی

www.urdupalace.com

سازشیں کرتے رہتے۔ میں ان دنوں بائیس سال کا ہو چکا تھا۔ میرے ماموں نے میرے قتل کی سازش کی جس کی مجھے بروقت خبر ہوگئی۔ میں نے اس سازش سے باخبر ہو کر اپنی اور ماموں کی شخصیت کا موازنہ کیا۔ میرے ماموں جو کہ بوڑھے آدمی تھے اور قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے۔ ان کے نزدیک میری کوئی حیثیت نہ تھی۔ وہ مجبوراً مجھے برداشت کر رہے تھے۔ حالانکہ میں اپنے خاندان کا آخری واحد فرد تھا۔ جو کہ ان کے برے بھلے میں کام آ سکتا تھا۔ مگر کسی نے سچ کہا ہے کہ ہوس انسان کو تباہی اور بربادی کے راستے پر لے جاتی ہے اور میرا خیال تھا کہ میرے ماموں بھی اپنے آپ کو بڑی تیزی سے تباہی کے راستے کی طرف دھکیل رہے تھے۔

پھر میں نے سوچ کر اس حویلی کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا کہ میرے ماموں مجھے اپنی راہ کا پتھر سمجھ کر مجھے ٹھکانے کے چکر میں حویلی کے ملازموں سے ماموں نے ساز باز کر لی تھی۔ سوائے ایک بوڑھے مالی سلیم بابا کے تمام لوگ میری جان کے دشمن تھے۔ سلیم بابا ستر سال سے اوپر کے تھے۔ ان کی وائف کو گزرے 40 سال گزر چکے تھے۔ انہوں نے میرے والد کو اپنی گود میں کھلایا تھا اور مجھے بھی، صرف وہی ایسے تھے جو میرے سچے ہمدرد تھے۔ ایک دن انہوں نے مجھے میرے قتل کی سازش سے آگاہ کرتے ہوئے مجھے کچھ زیورات لا کر دیئے اور مجھے رانی پور سے چلے جانے کو کہا۔ میں نے ان زیورات کو لیتے ہوئے پوچھا۔ "سلیم بابا یہ زیورات کس کے ہیں؟ اور اتنے قیمتی زیورات آپ کو کہاں سے ملے؟ میرے سوال کے جواب میں ان کے چہرے پر لاتعداد سائے پھیل گئے۔ پھر ایک سرد آہ بھر کر کہنے لگے۔ یہ میرے پاس گزشتہ 50 سال سے کسی کی امانت پڑے ہیں۔ جنہیں امانتاً رکھنے والا 50 سال کے عرصے میں ایک بار بھی نہیں آیا۔ اتنا طویل عرصہ ان کی حفاظت کے صلے میں مجھے یہ حق پہنچتا ہے۔ انہیں جس طرح چاہوں استعمال کروں اور میں تمہیں اس کا صحیح حقدار سمجھتا ہوں۔ اس لئے انہیں تمہارے سپرد کر رہا ہوں اور ساتھ ہی یہ نصیحت کر رہا ہوں۔ چاہے تم کتنے ہی بڑے آدمی کیوں نہ بن جاؤ اور خود کو کتنے ہی طاقتور کیوں نہ محسوس کرو اپنی زندگی میں اپنے ماموں سے ملنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں جانتا ہوں کہ ان سے رابطہ نہ کرنے کی صورت میں تم کروڑوں کی جائیداد سے ہاتھ دھو لو گے۔

جاؤ میرے بچے کسی دور دراز علاقے میں جا کر اپنی نئی زندگی کا آغاز کرو اور ایک بار پھر تاکید کر رہا ہوں۔ کبھی بھول کر بھی اپنے ماموں سے ملنے کی کوشش نہ کرنا۔ اسی میں تمہاری زندگی کی بھلائی ہے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی اشکبار آنکھوں سے کہا۔ جاؤ میرے عزیز بچے خدا تم پر ہمیشہ امن اور سلامتی کا سایہ رکھے۔

میں گریجویشن کر چکا تھا۔ باشعور تھا۔ میں بزدل نہیں تھا۔ جو موت کے خوف سے بھاگ کر ساری زندگی کے لئے خود کو جلاوطن کرنے پر آمادہ ہو جاتا۔ مگر میں سلیم بابا کا کہنا نہ ٹال سکا اور خاموشی سے رانی پور سے چلا آیا اور پھر میری ملاقات جمال سے ہوئی۔

پہلی ہی ملاقات میں، میں نے اپنی ذات کے لئے اس میں بے پناہ خلوص محسوس کیا اور بہت جلد ہم گہرے دوست بن گئے۔ جمال ایک خوشحال گھرانے کا آزاد انسان تھا۔ کراچی میں اس کا ایک فور اسٹار ہوٹل تھا۔ اس کی دوستی نے روحانی طور پر مجھے تقویت دی۔ ایسے عالم میں جبکہ میں دنیا میں تنہا تھا۔ جمال کی پرخلوص ذات نے تنہائی کے اس زخم پر دوستی کا مرہم رکھ دیا تھا۔ اور پھر جب اسے پتا چلا کہ میں ایک ہوٹل میں رہائش پذیر ہوں تو وہ زبردست اصرار کے بعد مجھے اپنے گھر لے آیا۔ مجھے رہنے کے لئے ایک کمرہ دے دیا گیا۔ پھر وہیں میری ملاقات بانو سے ہوئی، بانو جمال کی چچا زاد بہن تھی اور اس کے اخلاق و حسن کا میں گرویدہ ہو گیا اور رفتہ رفتہ ہم محبت کا شکار ہو گئے اور پھر جمال کی تجربہ کار نگاہوں سے ہمارے جذبے پوشیدہ نہ رہ سکے۔ میں یہ جان چکا تھا کہ جمال خود بھی یہی چاہتا تھا۔ اس نے ہماری محبت کا خیر مقدم کیا اور ہم دونوں ایک چھوٹی سی

www.urdupalace.com

تقریب میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ ایک سال پلک جھپکتے ہی گزر گیا۔ میں نے کراچی میں ایک جنرل اسٹور کھول لیا تھا جس سے ہمیں معقول آمدنی ہو جاتی تھی۔ زندگی بڑے سکون سے گزر رہی تھی۔ ایک سال بعد خدا نے مجھے ایک پیاری سی بچی کا باپ بنا دیا جس کی آمد سے زندگی کی خوشیوں میں اضافہ کر دیا۔

ایک دن میں اپنے ضروری کاغذات تلاش کر رہا تھا کہ کاغذات کے نیچے زیورات کی تھیلی نظر آئی جسے میں تقریباً بھول چکا تھا اور آج تک اسے کھولنے کی کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی۔ جب میں اسے ہاتھوں سے پکڑے کھڑا سوچ رہا تھا کہ اس کا کیا کروں۔ اچانک پشت پر میں نے کسی کے گہرے گہرے سانس لینے کی آواز سن کر مڑنا چاہا، دیکھا تو بانو میرے سامنے کھڑی مسکرا رہی ہے۔ اچانک بانو کو سامنے پا کر خیال آیا کہ کیوں نہ زیورات بانو کو گفٹ کر دوں۔ تو اسے خوشی ہوگی کیونکہ زیورات ہمیشہ سے عورت کی کمزوری رہے ہیں۔ چنانچہ اسی خیال کے تحت میں نے زیورات کی تھیلی میز پر الٹ دی، بانو اچانک ان بیش قیمت زیورات کو دیکھ کر حیرت سے گنگ رہ گئی اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

تم نے یہ زیورات کہاں سے حاصل کئے ہیں یہ تو کسی شاہی خاندان کے لگتے ہیں۔

یہ ہماری خاندانی یادگار ہیں میں نے بات بنائی، بانو ان زیورات کو پا کر بہت خوش تھی۔ چند منٹ وہ انہیں حیرت اور مسرت سے دیکھتی رہی۔ پھر ایک نیکلس نکال کر گلے میں پہن لیا۔ نیکلس اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا تھا اس نے پوچھا۔ میں کیسی لگ رہی ہوں......؟

نیکلس اس کی صراحی دار گردن میں خوبصورت لگ رہا تھا اور مجھے رہ رہ کر یہ خیال آ رہا تھا کہ آج تک کیوں میں نے ان زیورات کو بانو کی نظروں سے دور رکھا جبکہ ایک نیکلس کی وجہ سے اس کی خوب صورتی میں چار چاند لگ گئے تھے۔

ابھی میں اس نیکلس کو بانو کی خوب صورت گردن میں پہنے ہوئے تعریفی نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک ملازمہ کی چیختی ہوئی آواز ہمارے کانوں میں پڑی ہم دونوں آگے پیچھے بھاگتے ہوئے راہداری کی جانب لپکے، جہاں ملازمہ زخمی حالت میں خون میں لت پت بچی کو ہاتھوں میں اٹھائے لڑکھڑاتی ہوئی ہماری طرف آ رہی تھی۔

ہم دونوں ملازمہ کو اس حالت میں دیکھ کر ٹھٹھک گئے، ملازمہ اور بچی دونوں خون میں نہائے ہوئے تھے بانو چیختی ہوئی اس کی طرف بڑھی اور بے تابی سے اس زخمی بچی کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا، بچی کے ساکت جسم کو دیکھ کر میں اندازہ لگا چکا تھا کہ بچی ہم سے بہت دور جا چکی ہے بچی ہاتھ سے نکلتے ہی ملازمہ زمین پر گر پڑی اور بھی آواز نکالے بغیر دنیا کی الجھنوں سے نجات پا گئی۔

میں اس ہولناک منظر کو دیکھ کر سکتے کے عالم میں کھڑا بت بن کر رہ گیا پھر اچانک بانو کی چیخیں سن کر میرا سکتہ ٹوٹا میں ٹھہرے ہوئے بوجھل قدموں کے ساتھ بانو کے قریب پہنچا اور ہاتھ بڑھا کر بچی کی لاش کو لینا چاہا مگر اس نے بڑے وحشیانہ انداز میں مردہ بچی کو سینے سے لگا لیا اور ہذیانی انداز میں چیختی رہی اور چیختے چیختے ملازمہ کی طرح گر کر بے ہوش ہو گئی۔ میں نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا۔ ڈاکٹر نے آتے ہی ایک نیا المناک انکشاف کیا کہ ملازمہ اور بچی کی طرح بانو بھی اس صدمے کو برداشت نہ کر سکی اور بے ہوشی کی حالت میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئی۔ اتنی دیر میں جمال کو اس سانحہ کی اطلاع دے دی گئی۔ میں دیر تک اس کے شانے پر سر رکھ کر روتا رہا۔

بانو اور بچی کی اچانک موت سے سارا نظام زندگی معطل ہو کر رہ گیا تھا اس سانحے نے میرے جسم سے توانائی چھین لی تھی۔

پولیس کے علاوہ ذاتی طور پر میں نے بھی اس المناک حادثے کو پوری تحقیق کرنے کی کوشش کی مگر کسی طرح بھی اس راز سے پردہ نہ اٹھ سکا کہ میری ملازمہ اور

www.urdupalace.com

میری بچی کی موت کے کیا اسباب تھے اور کن حالات میں انہیں موت نے دبوچ لیا، مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوسکا اس حادثے کو چار ماہ گزر گئے۔ ایک دن جمال آیا اس کا چہرہ معمول سے زیادہ چمک رہا تھا اس نے انکشاف کیا کہ اس کے دور کے چچا مرتے ہوئے اسے ایک وسیع جائیداد کا مالک بنا گئے ہیں اور اب وہ مجھے لے کر ورلڈ ٹور پر جائے گا۔

تم ابھی سے تیاری شروع کردو یہ کہہ کر اس نے بڑے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی میرے ہاتھوں میں پکڑا دی، میں نے نرمی سے اسے سمجھایا۔

دیکھو اگر قدرت نے تمہیں ایک بڑی جائیداد کا مالک بنادیا ہے تو اسے ضائع نہ کرو۔ میں نے کہا۔

میں اس وقت تم سے تقریر سننے نہیں آیا ہوں۔ اپنا پروگرام بتانے آیا ہوں ہم آج سے 20 دن بعد یہاں سے روانہ ہو جائیں گے اب تمہاری کوئی دلیل نہیں سنوں گا اور نہ مانوں گا۔ اس نے سختی سے کہا۔

خیر دیکھا جائے گا۔ میں نے لاپرواہی سے بات ٹال دی۔ میرے دل میں ابھی تک اس بات کی کرید لگی ہوئی تھی کہ آخر بچی اور ملازمہ کیسے زخمی ہوئی تھیں اور بانو کے بارے میں تو کہا جاسکتا تھا کہ وہ اچانک بچی کی موت کا صدمہ نہ سہہ سکی اور گزر گئی۔

ایسے پریشان کن حالات سے الجھتے رہنے والا انسان کسی تفریح میں بھلا کیا حصہ لے سکتا ہے۔ جمال بینکاک کے لئے سیٹ بک کراچکا تا۔ اس کے پروگرام کے مطابق ہمارے اس سفر پر روانہ ہونے میں صرف دو دن رہ گئے تھے کہ ایک دن کوریئر کے ذریعے مجھے ایک خط موصول ہوا میں نے تجسس سے خط کھولا اور پڑھنے لگا۔

بیٹے

خدا تمہاری عمر دراز کرے۔

میرا یہ خط جب تم کو موصول ہوگا تو تم اس خط کو پڑھ کر حیران ضرور ہوگے۔ مگر نہیں شاید تمہیں اس بات کا بھی احساس نہیں ہوگا کہ میں تم سے سینکڑوں میل دور بیٹھا ہوا بھی ہمیشہ روحانی طور پر تمہارے قریب رہا ہوں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان دنوں تم پریشان اور اداس ہو، خدا گواہ ہے اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تمہیں پریشانیوں سے بچا لیتا مگر بیٹے تمہارے دشمن کے ہاتھ بہت لمبے ہیں اس وقت تم جس حال میں ہو اور جیسے بھی ہو فوراً چلے آؤ تاکہ میں تمہیں اس عظیم خطرے سے آگاہ کرسکوں، جو کہ ان دنوں تمہاری زندگی پر اپنا منحوس سایہ ڈال رہا ہے۔

فقط تمہارا ہمدرد۔

خط ختم ہوگیا تھا۔ خط کے راقم نے اپنا نام نہیں لکھا تھا مگر جس انداز سے اس نے میرے ماضی کے چھپے ہوئے گوشے کی نقاب کشائی کی تھی۔ اس نے مجھے آگاہ کردیا تھا کہ اس کا راقم سلیم بابا کے علاوہ اور کوئی نہیں اس دوران جمال بھی آگیا میں نے اس سے کہا۔

"تم بینکاک کا ٹور کینسل کرکے میرے ساتھ رانی پور چلو۔ بڑی مشکلوں سے وہ رانی پور جانے پر راضی ہوا تھا۔

دوسرے دن ہم دونوں بینکاک جانے کے بجائے رانی پور گئے۔ ایک طویل مدت کے بعد جب میں نے جمال کے ساتھ رانی پور کی زمین پر قدم رکھا تو میرے دل کی عجیب حالت تھی ہم نے ایک قریبی ہوٹل میں اپنا سامان رکھا اور سفر کی تھکان اتارنے کے لئے بستر پر دراز ہوگئے۔

سہ پہر کے تین بج رہے تھے اچانک دروازے پر کسی کی مسلسل تین دستک سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ جمال بدستور گہری نیند سو رہا تھا میں الجھن میں پڑ گیا۔ یہ دستک دینے والا کون ہوسکتا ہے۔

چند لمحوں بعد جب میں نے دروازہ کھولا تو حیرت اور مسرت سے میرا منہ کھلا رہ گیا۔ سلیم بابا میری آنکھوں کے سامنے کھڑے مسکرا رہے تھے۔

"سلیم بابا" میں نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا اور لپک کر ان کے گلے لگ گیا۔ "آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں یہاں رانی پور میں پہنچ گیا ہوں"

جواباً سلیم بابا کے چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ کہنے لگے۔

"بیٹا شاید! مجھے تمہارے خون کی خوشبو یہاں تک کھینچ لائی ہے میرا جسم بوڑھا ہوگیا ہے مگر اب بھی اتنی

www.urdupalace.com

طاقت ضرور رکھتا ہوں کہ اپنے مالک کا استقبال کرسکوں۔ مگر یہ بتاؤ اتنے عرصے تم کیسے رہے، بہت نڈھال نظر آرہے ہو کیا بیمار تھے؟''

یہ ساری گفتگو دروازے میں کھڑے کھڑے جاری تھی کہ میرے عقب میں جمال نے اپنی موجودگی سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم ان بزرگوار کو اندر آنے کو نہیں کہو گے۔''

''اوہ'' میں یکدم چونکا۔

''معاف کرنا بابا اتنے عرصے کے بعد آپ کو سامنے پاکر اپنے آپ پر قابو نہیں رہا۔'' اور اندر آنے کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔

چند لمحے بعد جب ہم چائے پی رہے تھے اور سلیم بابا کہہ رہے تھے۔

مجھے اس بات کا ہمیشہ افسوس رہے گا کہ میں نے آپ کو اپنے سے جدا کر کے زیادتی کی ہے۔ مگر میرے بچے تم نہیں جانتے تمہارا ماموں شیطان کا پیروکار ہے۔ اگر تم یہاں اس کی آنکھوں کے سامنے رہتے تو شاید وہ تمہیں اب تک موت کے گھاٹ اتار چکا ہوتا مگر بیٹے! مجھے یہ بتاؤ کیا وہ زیورات ابھی تک تمہارے پاس محفوظ ہیں؟''

ہاں بابا، میں نے جواب دیا۔ مگر وہ میرے لئے منحوس ثابت ہوئے۔ ان زیورات میں سے ایک نیکلس میری بیوی نے اپنے گلے میں ڈالا۔ میرے گھر میں آناً فاناً تین جانیں ضائع ہوگئیں، میں نے صدمے سے کہا۔

ہاں میرے بچے، سلیم بابا نے سرد آہ کھینچتے ہوئے کہا۔ مجھے ان تمام باتوں کا علم ہے ضرور ایسا ہی ہوا ہوگا۔

تو کیا آپ کو ان تمام واقعات کا علم پہلے سے تھا جن کی وجہ سے میری بچی بیوی اور ملازمہ کی جانیں ضائع ہوگئیں میں نے صدمے سے کہا۔

بدقسمتی سے۔ مجھے اس کا علم تھا مگر میں اس وقت کو نہیں ٹال سکتا تھا۔ اب اس کو صرف ایک ہی ہستی ختم کرسکتی ہے وہ ہے نواب زادی شمع۔ سلیم بابا نے انکشاف کیا۔

مگر یہ شمع کون ہے اور یہ کیا سلسلہ ہے آپ کھل کر سب کچھ ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں بتا دیتے۔ میں نے ناراضگی سے کہا۔

ابھی نہیں میرے بچے، ابھی نہیں مگر وہ وقت اب بہت جلد آرہا ہے جب تم پر کچھ انکشافات ہوں گے کہ تمہاری خاندانی اموات کا کیا سبب ہے ایسا کیوں ہوا وہ پس پردہ شیطانی قوت کون سی ہے جو تمہارے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔

سلیم بابا کی باتیں سن کر میرے سینے میں انتقام کی آگ بھڑک اٹھی، سلیم بابا جا چکے تھے مگر میں سوچوں کے بھنور میں ڈوبا ہوا ماضی کی یادوں کو کرید رہا تھا، شام کو میں اور جمال شہر کی طرف نکلے راستے میں جمال کہنے لگا۔

کیا تم اپنی حویلی کی جانب نہیں جاؤ گے دل تو بہت چاہتا ہے کہ پہلے حویلی جاؤں، سلیم بابا کے مطابق حالات بہت سنگین ہیں، وہاں قدم قدم پر احتیاط کی ضرورت ہے، میں نے جواب دیا خیر جیسے تمہاری مرضی، جمال نے کہا مگر کیا یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ میں اکیلے جا کر وہاں کی صورتحال کا اندازہ لگانے کی کوشش کروں ویسے بھی مجھے یہاں کوئی نہیں جانتا۔

میرا خیال ہے ایک دو روز رک جاؤ میں بابا سے بغیر مشورہ کئے تمہیں وہاں جانے کی اجازت نہیں دے سکتا، میں نے اسے نرمی سے سمجھایا۔

تقریباً دو گھنٹے تک ہم پیدل رانی پور کی گلی کوچوں میں گھومتے رہے، بچپن کی یادیں دل میں بے بسی کے زخموں کو گہرا کرتی رہیں۔ واپسی میں اپنے وجود کو بہت تھکا ہوا محسوس کرنے لگا۔ چلتے چلتے ایک جگہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اب مجھ سے چند قدم بھی نہیں چلا جائے گا، ہم لوگ بمشکل اپنے کمرے تک پہنچے وہاں پہنچتے ہی میری طبیعت مزید خراب ہوگئی، مجھے اپنے ہاتھ پاؤں حرکت سے محروم ہوتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے جمال اچانک میری طبیعت خراب دیکھ کر گھبرا گیا اور پوچھنے لگا یہ تمہیں کیا ہوتا جا رہا ہے؟

جمال میں نے بمشکل اپنے حواس برقرار رکھتے ہوئے کہا۔ پتہ نہیں کیوں میری طبیعت خراب ہوتی جا رہی

www.urdupalace.com

ہے۔ مجھے آرام سے بستر پر لٹادو اور کسی ڈاکٹر کو بلاؤ......؟

جمال نے خاموشی سے مجھے بستر پر لٹادیا اور کاؤنٹر کلرک کی طرف بھاگا تاکہ فون کر کے کسی ڈاکٹر کو بلا سکے مگر ڈاکٹر کے آنے تک مجھ پر گہری بے ہوشی طاری ہو چکی تھی۔

جب میرا شعور بیدار ہوا تو میں خود کو بے حد کمزور پا رہا تھا۔

چند لمحے پہلے آنکھیں کھول کر حیران پریشان نظروں سے کمرے کے در و دیوار کو تکتا رہا۔ پھر اچانک ادویات کی مانوس خوشبو نے مجھے چونکا دیا اور مجھے یاد آیا یہ وہ کمرہ نہیں ہے، جس میں بے ہوش ہونے سے پہلے میں بستر پر دراز تھا۔ زیرو پاور کے بلب کی ملگجی روشنی میں دیواروں پر خوفناک سائے رقص کرتے دکھائی دے رہے تھے اور مجھے محسوس ہوا جیسے یہ سائے مجھے اپنی گرفت میں لے لیں گے۔ میں نے گھبرا کر دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ پھر جب میری آنکھ کھلی تو مجھے اپنا وجود پہلے سے زیادہ کمزور محسوس ہوا، میرا جسم کسی نامعلوم بیماری کی وجہ سے گھلتا جا رہا تھا اور دن کا اکثر وقت نقاہت آمیز بے ہوشی میں گزر جاتا۔

ایک طویل وقفے کے بعد ہوش آیا تو میری دھندلائی ہوئی نظروں نے جمال کو اپنے بیڈ کے قریب پایا، اس نے پرخلوص نظروں سے دیکھتے ہوئے ایک ہاتھ میرے شانے پر رکھ دیا، میں نے کچھ کہنا چاہا مگر یوں لگا جیسے قوت گویائی سلب ہو گئی ہے۔ بمشکل اتنا ہی کہہ سکا، جمال تمہیں میری وجہ سے بہت پریشان ہونا پڑا، میں شاید اپنی لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں اسے کچھ اور بھی کہتا مگر اس نے مجھے ٹوکتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر نے تمہیں زیادہ بولنے سے منع کیا ہے تم اس وقت میرا دل بھر کر شکریہ ادا کر دینا جب تم مکمل طور پر صحت مند ہو جاؤ اور ہاں تمہارے لئے ایک گڈ نیوز ہے۔

وہ کیا؟ میں نے کمزور آواز میں پوچھا۔

پچھلے ہفتے تمہارے ماموں کا انتقال ہو گیا ہے اور اس قانون کی رو سے تم اس جائیداد کے تنہا مالک ہو۔

اچھا کیا واقعی اور وہ سلیم بابا کہاں ہیں میرے اس سوال کو سن کر جمال خاموشی سے کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر کہنے لگا اب تم سے اصل بات چھپانا مشکل ہے۔ تمہارے ماموں کو سلیم بابا ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے مگر وہ خود بھی اتنا زخمی ہو گئے کہ زخموں سے زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے موت کا شکار ہو گئے۔

سلیم بابا کی موت کا سن کر مجھے گہرا صدمہ ہوا وہ خوشگوار احساس جو ایک لمحہ پہلے میری روح میں بیدار ہوا تھا۔ پھر مجھے مایوسی کے گہرے سمندر میں غرق کر گیا۔

چند روز بعد میں مکمل طور پر صحت مند ہو کر ایک طویل عرصے بعد جمال کو اپنے ساتھ لے کر اپنی خاندانی حویلی جا پہنچا۔

تقریباً پندرہ دن تک میں اپنے مزاج کے مطابق حویلی میں مختلف تبدیلیاں کرتا رہا۔ ایک دن جب میں لائبریری میں بیٹھا ہوا مطالعے میں مصروف تھا کہ ملازم نے ایک ملاقاتی کے آنے کی اطلاع دی۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ ملازم سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟

صاحب اس نے کہا ہے آپ مجھے نہیں جانتے مگر میرا ملنا آپ سے ضروری ہے، ملازم بولا۔

اچھا تم اسے ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ میں آ رہا ہوں، چند لمحوں بعد میں جب ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو ادھیڑ عمر کا شریف وضع قطع سا آدمی میرا منتظر تھا۔ مجھے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اٹھا، میں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور رسمی علیک سلیک کے بعد پوچھا فرمایئے میرے لائق کیا خدمت ہے؟ میں نے بغور اس کا جائزہ لیا۔

ادھیڑ عمر اجنبی چند لمحے میری طرف خاموشی سے دیکھتا رہا پھر میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔ اس ناچیز کو انور کہتے ہیں، میں آپ سے ملنے کا شائق تھا، میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جب اچانک کسی نوجوان کو ایک بڑی جائیداد مل جاتی ہے تو اس میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ پھر میں آپ کا پڑوسی بھی ہوں، یہاں سے قریب ہی میری رہائش گاہ ہے، کسی دن وہاں تشریف لایئے اور غریب خانے کو عزت بخشئے۔

مگر میری چھٹی حس رہ رہ کر یہ کہہ رہی تھی یہ شخص آیا تو

www.urdupalace.com

کسی اور مقصد کے لئے ہے مگر اب بات بنانے کے لئے ہے۔ معنی باتوں کا سہارا لے رہا ہے۔ کیا میرے یہاں آنے سے پہلے بھی آپ کا آنا جانا تھا، میں نے اسے کریدا۔

نہیں! میں بہت تنہائی پسند ہوں آج خدا جانے یکایک کیوں میرا دل چاہا کہ میں آپ سے ملوں اور آپ کے پاس چلا آیا، اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ آپ نے بہت اچھا کیا جو اس ناچیز سے ملنے کی زحمت اٹھائی، میرے گھر کے دروازے دوستوں کے لئے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ میں نے فرخدالی کا اظہار کیا۔

شکریہ، شکریہ اچھا اب اجازت دیں۔ وہ جانے کے لئے کھڑا ہوگیا۔ اس کے جانے کے بعد میرا ذہن الجھ کر رہ گیا۔

انور خطرناک ہو یا نہ ہو مگر پراسرار ضرور تھا۔ وہ یونہی اپنا وقت برباد کرنے نہیں آیا ہوگا میں نے سوچا، میں سوچتے سوچتے ایک اضطرابی کیفیت میں اٹھا اور پائیں باغ میں آگیا دیر تک ٹہلتا رہا پھر آکر بستر پر دراز ہوگیا۔

میں گہری نیند میں تھا کہ اچانک میں نے اپنے سینے پر کسی نرم شے کا دباؤ محسوس کیا، میں نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں وہ دباؤ ابھی تک میرے سینے پر موجود تھا مگر یہ کس شے کا دباؤ ہے، میں نے گھبرا کر اٹھنا چاہا تو یوں لگا جیسے میرا جسم حرکت کرنے سے محروم ہوچکا ہے، میرا جسم فالج زدہ ہوگیا تھا مگر ذہن بیدار تھا میں نے اپنی پوری قوت ارادی سے متعدد مرتبہ اپنے اعضا کو حرکت دینا چاہا مگر ہر بار میری کوشش ناکام ہوگئی، سینے پر دباؤ گو کہ اتنا نہ تھا کہ ایک دم ناقابل برداشت ہوجاتا، مگر یہ جسم کے تمام اعضا کا حرکت سے محروم ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ تقریباً 10 منٹ اسی اذیت کی کیفیت میں گزر گئے۔ ذہن میں ہزاروں خدشات جنم لے رہے تھے پھر اچانک میں نے محسوس کیا کہ وہ دباؤ جو دس منٹ پہلے میرے سینے پر تھا اب ہٹ چکا تھا اور رفتہ رفتہ میرے اعضا نارمل کیفیت میں آتے جارہے ہیں۔

میں اٹھا اس وقت مجھے پیاس لگ رہی تھی، حلق خشک تھا، میں نے جگ سے پانی انڈیل کر گلاس ہونٹوں

ہیرے جواہرات

ایک مرتبہ ایک بزرگ نے ایک محفل میں اپنی بند ہتھیلی کو سب کی طرف کرکے دریافت فرمایا۔ ”میرے ہاتھ میں کیا ہے۔“

کچھ نے جواب دیا۔ ”شاید آپ کے ہاتھ میں ہیرے جواہرات ہیں۔“

پھر ایک صاحب نے جواب دیا۔ ”شاید سونا ہے۔“ اگر ہیرے جواہرات نہیں بھی تو یقیناً چاندی یا کوئی قیمتی چیز ہوگی۔

تب ان بزرگ نے اپنے ہاتھ کو کھولا تو ان کے ہاتھ پر چند کنکریاں تھیں سب حیران رہ گئے۔ ارشاد کیا۔ ”عورت کی مثال اس بند مٹھی کی طرح ہے اگر وہ بند ہے۔ (یعنی باپردہ) ہے تو ہیرے جواہرات، سونا، چاندی اور اس کی بیش بہا قیمت ہے لیکن اگر مٹھی کھل جائے یعنی بے پردہ ہوجائے تو وہ بے وقعت کنکریوں کی مانند ہے جس کی کوئی عزت اور قیمت نہیں۔“

(شرف الدین جیلانی۔ ٹنڈو الہ یار)

سے لگالیا اور ایک ہی سانس میں پی گیا مگر ابھی پیاس بجھی نہیں تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے جہنم کی آگ میرے سینے میں جل رہی ہے۔ دوسرا گلاس پینے سے اپنے آپ کو پرسکون محسوس کیا اور سگریٹ سلگا کر دوبارہ بستر پر دراز ہوگیا اور سوچوں کی لامحدود سمندر میں اترتا چلا گیا۔

اچانک میرے اندر یہ کس بیماری نے جنم لیا ہے جو ایک دم میرے جسم کو فالج زدہ کردیتی ہے۔ اب پہلی فرصت میں مجھے کسی ڈاکٹر سے رجوع کرنا پڑے گا۔ رات بہت

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

دیر تک جاگتا رہا تھا صبح دیر سے آنکھ کھلی۔
جمال میرے انتظار میں ناشتے کی میز پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ مجھے اپنے قریب بیٹھا دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہنے لگا اب تم بڑے آدمیوں کی طرح مجھے ناشتے کی میز پر انتظار کرانے لگے ہو؟ جواباً میرے چہرے پر ایک نڈھال سی مسکراہٹ نمودار ہوئی، جمال اور چڑ گیا اب تم میری باتوں کا جواب دینے کے بجائے صرف منفرد انداز میں مسکرا کر رہ جاتے ہو آخر تمہارے کیا ارادے ہیں؟ اس نے غصے سے کہا۔

میں نے نرمی سے ایک اپنی رات کی کیفیت کے بارے میں بتایا۔ ہم دونوں ایک قابل ڈاکٹر کے پاس گئے اس نے دو گھنٹے تک میرے جسم کے ہر عضو کا گہرا مشاہدہ کیا اور کہا آپ جو کیفیت بیان کرتے ہیں اور جس بات کا خدشہ آپ کے ذہن میں موجود نہیں، اعصاب غیر معمولی متاثر ہیں۔ مگر یہ کوئی ایسی بات نہیں جو تشویش کے قابل ہو، ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق مجھ میں ایسا کوئی جسمانی نقص نہ تھا جو فالج کی علامت ظاہر کرتا ہو مگر جب رات کے بھاری اور بوجھل دس منٹ مجھے یاد آئے تو میرے ذہن میں نامعلوم سے خدشات سر اٹھانے لگتے۔

زندگی آہستہ آہستہ پراسرار ہوتی جارہی تھی، میں میڈیکل اسٹور سے میڈیسین لے کر نکل رہا تھا کہ دکان پر انور صاحب مل گئے مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے کہئے صاحب مزاج بخیر ہیں؟ میں ان کے الفاظ سن کر چونک سا گیا اور انہیں حیرت سے دیکھنے لگا ایک دوست کے ساتھ جارہا تھا آپ پر نظر پڑ گئی اور مزاج پرسی کے لئے چلا آیا وہ بولے۔

اس عزت افزائی کا شکریہ، میں نے کہا اور گاڑی کی طرف چل دیا۔

رات کے تین بجے کلاک کی ٹن ٹن کی آواز کے ساتھ اچانک میری آنکھ کھل گئی میں نے احتیاطاً ملازم کو ہدایت کردی کہ وہ رات کے ایک ایک گھنٹے کے وقفے سے میرے کمرے میں چکر لگا کر دیکھ لیا کرے، ممکن ہے مجھے ضرورت پڑ جائے، آنکھ کھلتے ہی مجھے ایک لمحے کے لئے ایسا لگا جیسے میرا وجود آج بھی کل رات کی طرح حرکت سے محروم ہوگیا ہے، مگر کل کی طرح میرا ذہن بیدار تھا اور اس وقت میرا ذہن اور میری آنکھیں ہی زندگی کی سب سے بڑی قوت تھیں، مگر چند لمحوں بعد لگا جیسے میری آنکھیں بھی روشنی سے محروم ہوتی جارہی ہیں، میری آنکھیں خود بخود بند ہوگئیں، میرے ذہن کے ساتھ میری سماعت بیدار تھی، میں نے متعدد بار آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتا رہا لیکن دیگر اعضا کی طرح اس کو حرکت دینے سے محروم ہوگیا، میں نے پوری قوت لگا کر بولنے کی کوشش کی مگر آواز نہ نکل پائی۔

اچانک کسی کے قدموں کی مدھم چاپ میری سماعت سے ٹکرائی، اس کے ساتھ ہی ایک عجیب سی خوشبو سے سارہ کمرہ معطر ہوگیا اس تیز خوشبو کو محسوس کر کے مجھے اپنا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا، پھر آہستہ آہستہ میرا ذہن اتھاہ تاریکیوں میں ڈوب گیا، جب دوبارہ میرا شعور بیدار ہوا تو سورج کی کرنیں میرے کمرے میں جھانک رہی تھیں، آنکھیں کھولتے ہی چند لمحات حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اپنے کمرے کے در و دیوار کو دیکھتا رہا، پھر میں نے ہاتھوں کو حرکت دی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میں اپنے ہاتھوں کو حرکت دے سکتا ہوں، میں بازوؤں کے سہارے اٹھا اور بلند آواز میں ملازم کو آواز دی۔ چند لمحوں بعد جب ملازم نے کمرے میں جھانکا، میں نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے ڈانٹا، میں نے تمہیں ہدایت دی تھی کہ رات بھر ہر ایک گھنٹے بعد میرے کمرے میں جھانک کر ضرور دیکھ لینا کیونکہ میری طبیعت خراب ہے ممکن ہے مجھے تمہاری ضرورت پڑ جائے۔

وہ بولا میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق رات بارہ بجے کے بعد ہر ایک گھنٹے کے بعد آپ کے کمرے میں جھانکتا رہا، رات تین بجے آپ کے کمرے سے ایک عورت نکلی جو دلہن لگ رہی تھی اور پھر پلک جھپکتے ہی راہداری کا ایک موڑ گھوم کر غائب ہوگئی۔

جیسے اس کا وجود ہوا میں بکھر گیا ہو۔ اس کے غائب ہوتے ہی میں نے آپ کے کمرے میں جھانکا سارا کمرہ اس طرح مہک رہا تھا جیسے کسی نے پرفیوم کا

www.urdupalace.com

اسپرے کیا ہو، اور پھر اپنے ہونٹوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ لاتے ہوئے بولا۔ صاحب آپ کو اتنی خوبصورت دلہن پانے کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اور پھر وہ کچھ کہتے کہتے اچانک رک گیا۔ میں حیرت سے اس کی داستان سن رہا تھا جس سوچ میں پڑ گیا اگر میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ اس کمرے میں کسی دلہن کا وجود نہ تھا تو یہ بھی ممکن ہے خوشبوؤں میں نہائی ہوئی اس دلہن کو اور لوگوں نے بھی دیکھا ہوگا۔

اور پھر میں نے نیند میں ڈوبتے ہوئے کسی کے قدموں کی چاپ کے ساتھ ساتھ ایک تیز قسم کی خوشبو کو بھی محسوس کیا تھا۔ جس نے مجھے غفلت کی نیند سو جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

چند لمحے خاموش سوچتے رہنے کے بعد میں بولا۔ جاؤ اور جمال کو بلا کر لاؤ۔

میرا ذہن مسلسل الجھنوں کی دلدل میں دھنستا جا رہا تھا۔ اچانک جمال کے قدموں کی مانوس چاپ سن کر میں چونکا وہ آتے ہی بے تکلفی سے میرے بستر پر بیٹھتے ہوئے تھے۔ کیا بات ہے اس ناچیز کو کیسے یاد کیا؟

میں غصے سے بولا۔ پہلے مجھ پر اپنے طنز کے زہریلے نشتر چلا لو۔ پھر اس کے بعد کچھ کہوں گا۔

ارے یار تم دن بدن کتنے حساس ہوتے جا رہے ہو، معمولی سا مذاق برداشت نہیں کر سکتے، اس نے پرخلوص لہجہ میں گلہ کیا۔

میری بات بہت سنگین ہے اور سنجیدگی سے پوری توجہ چاہتی ہے۔ اگر تم ابھی تک تفریح کے موڈ میں ہو تو جاؤ پھر کسی وقت آنا مجھے اور زیادہ پریشان نہ کرو۔ میں نے کرب سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ جمال یکا یک سنجیدہ ہو گیا۔

معاف کرنا شاید میرے مذاق سے تمہارے دل کو ٹھیس پہنچی۔ اب میں پوری طرح سنجیدہ ہوں، تمہیں جو کچھ کہنا ہے فوراً کہہ دو کیونکہ میں اپنی زندگی میں تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتا۔

اسے سنجیدہ پا کر میں نے سارے حالات سنا دیئے، ان تمام واقعات کو سن کر وہ رحم انگیز نظروں سے مجھے دیکھتا رہا۔ جیسے اسے میری ذہنی صحت پر کوئی شبہ ہو، تمام واقعات سننے کے بعد کہنے لگا کہیں تم مذاق تو نہیں کر رہے ہو، مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔

جمال...... میں نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ میں اس وقت جو کچھ بھی تم کو بتا رہا ہوں۔ وہ سچ ہے اگر یقین نہیں تو ملازم کو بلا کر پوچھ لو۔

جمال نے ملازم کو بلوایا، ملازم نے آتے ہی رات کا تمام واقعہ اس طرح بیان کر دیا۔ جیسے وہ مجھ سے پہلے بیان کر چکا تھا۔ جمال نے تمام واقعات سن کر کہا۔ وہ اچانک تمہاری نگاہوں کے سامنے غائب ہو گئی تم نے اسے تلاش نہیں کیا۔

میں نے حویلی کا کونا کونا چھان مارا، حویلی کے گیٹ تک گیا۔ مگر پتہ نہ چلا۔ اس نے جواب دیا۔

ملازم کے جانے کے کچھ دیر بعد جمال بولا۔

معاف کرنا یار اس جدید دور میں کسی ایسی قوت کا وجود ماننے کے لئے میرا ذہن ابھی تک تیار نہیں۔

میں دو روز سے اپنی پراسرار بیماری کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور یہ پراسرار دلہن نازل ہو گئی خیر چھوڑو ان باتوں کو میں نے کہا۔

ناشتے کے دوران جمال نے کہا۔ آج سے تم میرے کمرے میں سویا کرو میں بھی تو دیکھوں کہ آخر وہ کیا شے ہے۔

ناشتہ کرنے کے بعد میں جمال کے ساتھ ڈاکٹر کی جانب روانہ ہو گیا، آج میں نے اپنا ڈاکٹر بدل دیا تھا۔ میرا خیال تھا ڈاکٹر میری صحیح تشخیص نہ کر سکا، مگر دوسرے ڈاکٹر کا تجزیہ بھی پہلے ڈاکٹر سے مختلف نہ تھا۔ ڈاکٹر کے پاس سے واپسی پر سارا دن ہم دونوں پریشانی سے الجھن کا حل تلاش کرتے رہے۔ ہم دونوں پائیں باغ میں چائے پی رہے تھے کہ اچانک میری قوت شامہ نے پھر کسی تیز خوشبو کو محسوس کیا، میں نے سوالیہ نظروں سے جمال کی طرف دیکھا۔ خوشبو اس قدر تیز تھی کہ مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ جمال بھی اسے محسوس کئے بغیر نہیں رہا ہوگا۔

www.urdupalace.com

شاید تمہاری سنائی ہوئی داستان حقیقت کی حدوں کو چھو رہی ہے۔ اف میرے خدایا یہ خوشبو کس قدر تیز ہے، جیسے کسی نے باغ میں پرفیوم کا چھڑکاؤ کیا ہو اور...... پھر وہ اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا۔

اچانک میری طرح اس کی نظریں بھی کھلتے ہوئے دروازے کی جانب اٹھ گئیں۔ اچانک خوشبوؤں میں نہائی ہوئی دلہن ہماری نظروں کے سامنے کھڑی تھی اس کو دیکھتے ہی میرا ذہن حیرت کی شدت سے سن ہو گیا تھا۔

اس کا دلفریب سراپا میرے حواس پر چھانا جا رہا تھا۔ اس کی دلفریب مسکراہٹ مجھے پراسرار دھندلکوں کی طرف لے جا رہی تھی۔ میں نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر دو دن پہلے کی طرح اپنے جسم کے تمام اعضا کو حرکت دینے سے محروم ہو چکا تھا۔ میں نے سوچا کہ اپنی نظریں اس کے دلفریب سراپا سے ہٹا کر جمال کی جانب دیکھوں تا کہ اس کے حسن کا سحر ٹوٹ جائے، مگر ناکام رہا۔

یہ خواہش دل ہی میں رہ گئی کہ دونوں میں سے کوئی اس سے دریافت کر سکتا کہ وہ کون ہے؟ باوجود متعدد بار کوشش کرنے کے میں اپنے اعضا کو حرکت نہ دے سکا، خبر نہیں کتنے ہی لمحات یونہی بے حس و حرکت گزر گئے۔

اچانک اس کے اچانک ہونٹوں کو جنبش ہوئی مگر جو کچھ اس نے کہا وہ میری سماعت کی گرفت میں نہ آ سکا۔

بے بسی سے ایک ساکت بت کی مانند اسے دیکھتے رہنے پر مجبور تھا۔ پھر اچانک مجھے ایسا لگا جیسے میری آنکھوں کے پردے نیند سے بھاری ہو کر بند ہو رہے ہیں۔ چند لمحات بعد مجھ پر غفلت کی نیند طاری ہو گئی۔

جب آنکھیں کھلیں تو اپنے کمرے میں بستر پر پڑا تھا۔ میرے ارد گرد ادویات کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ ملگجی رات کے اس سناٹے میں روشنی ایک عجیب پراسرار ماحول پیدا کر رہی تھی۔ چند لمحے آنکھیں کھولے حیران حیران نظروں سے میں چاروں طرف دیکھتا رہا۔ حلق میں کڑواہٹ سی تھی مشکلوں سے اٹھا اور میز پر رکھے پانی کے جگ کو منہ لگانا ہی چاہتا تھا کہ اچانک کسی نے بید کی چھڑی لہرائی اور پانی سے بھرا جگ میرے ہاتھوں سے نکل کر فرش پر گر کر چور چور ہو گیا۔ میں نے غصیلے انداز میں اس چھڑی کو لہرانے والے کی جانب دیکھا تو ایک لمحہ اسے حیرت سے دیکھتا رہ گیا، انور تھا، وہ پراسرار انسان جو پہلے بھی دو مرتبہ میرا وقت ضائع کر چکا تھا۔

تم نے میرے گھر آ کر میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ میں نے غصیلی نظروں سے اسے گھورا؟

انور کو غصیلی نظروں سے گھورنے والا ہمیشہ اس دنیا میں ذلیل و خوار ہوا ہے۔ اس نے ٹھہرے ہوئے پراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

یہ بات تم اپنی گرہ میں باندھ لو کہ جب تک تم میرے کہنے پر عمل نہیں کرو گے دنیا کا ہر سکھ چین تم سے دور رہے گا۔

ذرا اپنے ماضی کو ٹٹولو تو یہ بات تم پر واضح ہو جائے گی کہ کوئی نہ کوئی ایسا حادثہ ضرور تمہاری زندگی میں رونما ہو رہا ہے جس نے تم سے زندگی کا ہر سکھ چین چھین لیا، تمہاری بچی اور بیوی میرے مشن کی سب سے بڑی رکاوٹیں تھیں جن کو میں اوپر پہنچا چکا ہوں اور تمہاری ملازمہ میرے راستے میں آ گئی، لہٰذا اسے بھی ٹھکانے لگانا پڑا اور اسی طرح میں تمہارے جگری دوست جمال کو بھی موت کے گھاٹ اتار سکتا ہوں۔ تم اس وقت تک پراسرار بیماری میں مبتلا رہو گے..... اگر وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔

اگر کیا ذرا اس کی بھی وضاحت ہو جائے۔ میں نے کہا۔

اگر تم نے مذہبی عقائد کے مطابق میری بیٹی سے شادی نہ کی۔

اس نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا شادی۔ میں نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں شادی۔ وہ سنجیدہ تھا۔

میری حسین بیٹی شمع سے شادی جو برسوں سے تمہاری راہ تک رہی ہے۔

کہیں تم اس پراسرار دلہن کے بارے میں تو نہیں کہہ رہے ہو جسے دیکھ کر میری جسمانی قوت سلب ہو جاتی ہے۔

www.urdupalace.com

ہاں وہی۔ جسے تم اور جمال بھی دیکھ چکے ہو۔
میں تذبذب میں پڑ گیا کہ ایسے آدمی کو میں کیا جواب دوں جو اپنی حسین و جمیل بیٹی کی شادی کے لئے خون کے دریا سے بھی گزرنے کو تیار تھا۔
مگر محترم، میں نے جواب دیا۔
آپ کی بیٹی دنیا کی حسین ترین عورت سہی مگر پھر بھی یہ کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ زبردستی اس مقدس رشتے کی توہین کی جائے؟
یہ صرف اس لئے ہے کہ ابھی کچھ باتیں پردۂ راز میں رہیں۔ ایک حسین عورت تمہاری دلہن کہلانا چاہتی ہے اس نے جواب دیا۔
بات کچھ سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ میں نے کہا۔
کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ شادی سے پہلے میں تمہاری بیٹی سے ایک ملاقات کرلوں، میرا خیال تھا کہ وہ ملاقات کا موقع دینے کے بجائے اس سے گریز کرے گا۔
میرا خیال ہے، بہتر یہی ہے کہ تم میری بات مان لو تمہارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔
بیکار اپنے آپ کو ادھر ادھر الجھا رہے ہو۔ یہ بھی میں صرف اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میری بیٹی تمہاری سفارش کر رہی ہے۔ اس کی پرزور سفارش ہے کہ تمہیں زندگی میں کبھی کسی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے، میں اس لئے آج تم سے کھل کر بات کر رہا ہوں۔
میں اس مشورے پر غور کروں گا۔ آپ پھر کسی وقت تشریف لائیں؟
میں نے لاپرواہی سے کہا۔ میری اس بات کو سن کر اس کے چہرے پر غصے کے آثار پھیل گئے اور وہ غصے کی حالت میں دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اس کے جاتے ہی مجھے یوں لگا جیسے مجھ پر اچانک پھر نقاہت نے غلبہ پانا شروع کردیا ہے۔
ایک لمحے کے لئے یوں لگا جیسے میری جسمانی حالت بگڑ رہی ہے۔ میں گھبرا کر بستر پر لیٹ گیا اس سے پہلے کہ میں جمال کو اپنی اور انور کی پراسرار گفتگو سے آگاہ کرتا میرا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا، ہر طرف سے ایک اتھاہ تاریکیوں کا سمندر مجھے نگلنے کے لئے بڑھ رہا تھا۔
ایک بار پھر میرے کمرے میں تاریکی جھانک رہی تھی اور باہر سورج دنیا کا سفر ختم کر کے مغرب کے کسی گوشے میں روپوش ہو رہا تھا۔
میں آنکھیں بند کئے پڑا تھا کہ اچانک ایک ملازم نے اندھیرا پاکر میرے کمرے میں لائٹ آن کردی اور چلا گیا۔ اچانک میرے ذہن کے پردوں پر اس شریف صورت بوڑھے کا چہرہ ابھرا جو اپنی بات منوانے کے لئے مجھ پر کوئی سحر طاری کر رہا تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اپنی بگڑتی ہوئی صحت کے پیش نظر مجھے اس کی بات ماننا ہی پڑے گی۔ چلو اس بہانے یہ بھی دیکھ لیں گے کہ ان پراسرار کی تہہ میں کیا ہے اس فیصلے پر پہنچ کر میں نے خود کو پرسکون محسوس کیا۔ اس فیصلے پر پہنچے ابھی مجھے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ میرے ملازم نے انور کے آنے کی اطلاع دی۔
اس کے آنے کی اطلاع پا کر مجھے اس کی پراسرار قوتوں کو ماننا پڑے گا۔ خدا جانے یہ عجیب وغریب انسان کون سی قوتیں اپنے اندر پوشیدہ رکھتا ہے۔ وہ آتے ہی کہنے لگا۔
مجھے یقین ہے کہ تم کسی فیصلے پر پہنچ گئے ہو۔ اس نے پراعتماد لہجے میں کہا۔
میں تمہاری بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کے لئے تیار ہوں۔
کوئی راستہ نہ پا کر مجھے اپنی رضامندی کا اظہار کرنا پڑا۔
وہ مجھے راضی دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ تو یہ کام آج ہی ہونا چاہئے وہ بولا۔
اتنی جلدی کیوں؟
شادی بیاہ کوئی گڑیا گڈے کا کھیل تو نہیں ہے میں نے جلدی سے کہا۔
شاہد صاحب یہ بات پہلے بھی تم سے کہہ چکا ہوں اور ایک بار پھر کہتا ہوں تمہاری شادی ہمارے رسم ورواج کے مطابق ہوگی۔ اس نے اپنی بات پر زور دیا مگر ابھی تو

www.urdupalace.com

سے آگ کی چنگاریاں پھوٹتی ہوئی محسوس ہوئیں، دفعتاً ایسا لگا جیسے میرا جسم پھیل رہا ہے۔ مگر جلد ہی نارمل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد انور نے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

چلو اب چلتے ہیں۔

میں سحر زدہ پتلے کی مانند خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا وہ حویلی کے صدر دروازے کی طرف جانے کے بجائے حویلی کے پچھواڑے کی جانب چل دیا۔ چلتے چلتے ملازمین کی ایک کوٹھری کے سامنے گیا جو میری معلومات کے مطابق ایک طویل عرصے سے غیر آباد تھی۔

اس نے کواڑوں کو دھکا دیا اور مجھے اندر لے گیا اندر ایک دیوار کے ساتھ نصب کنڈے کو باہر کی جانب کھینچا۔ دیوار میں ایک خلا پیدا ہو گیا اور سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔ یہ منظر دیکھ کر میرا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔ یہ حویلی صدیوں سے ہمارے خاندان کی ملکیت چلی آ رہی ہے اور کسی کو آج تک یہ خبر نہ ہو سکی کہ کوئی تہہ خانہ بھی یہاں ہے۔

وہ چند لمحے کے رہنے کا اشارہ کر کے سیڑھیاں اتر کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ جب نمودار ہوا تو اس کے ہاتھوں میں دو روشن مشعلیں تھیں ایک میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولا۔

آؤ اور سیڑھیاں اترنے لگا، سیڑھیاں کافی گہرائی تک چلی گئی تھیں۔ فرش پر پاؤں رکھتے ہی ایک عجیب و غریب خوشبو کا احساس ہوا۔ جیسے عنبر سلگ رہا ہو، پھر اچانک مجھے یاد آیا وہ بھی اسی طرح کی خوشبو تھی۔ جب ایک خوب صورت عورت دلہن کے روپ میں میرے اور جمال کے سامنے آئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ایک عجیب و غریب سا سناٹا مجھے اپنی ہڈیوں میں اترتا ہوا محسوس ہوا اور انجانا سا خوف روح کے ہر گوشے میں گونجنے لگا۔ تہہ خانہ بہت وسیع معلوم ہو رہا تھا۔ مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے ہم ایک ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں ہر طرف عنبر کی تیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی مگر اس بار یہ خوشبو میرے حواس پر نہ چھا سکی ہمارے رکتے ہی خوشبو اور دھوئیں میں اضافہ ہو گیا ایک لمحے کے لئے مجھے یوں لگا جیسے میں پھر حواس کھو رہا ہوں، مگر میں جلد ہی سنبھل گیا انور میرا ہاتھ پکڑے ہال میں بڑھتا گیا۔

پھر اچانک ایک ہولناک کریہہ المنظر بت ہماری نگاہوں کے سامنے آ گیا جس کے پیٹ میں ایک آتش دان دہک رہا تھا۔ مجھے رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے انور اس دہکتی آگ میں اتر گیا اور آگ کے دہکتے شعلوں میں کہیں جا کر غائب ہو گیا۔

چند لمحوں بعد جب وہ دوبارہ نمودار ہوا تو خوشبوؤں میں لپٹی ہوئی ایک سرخ انگارے کی دہکتی ہوئی دلہن آگ کے اس آتش دان سے انور کے ہمراہ اس آگ سے باہر قدم رکھ رہی تھی میں نے حیرت اور خوف کی شدت سے اپنی دونوں آنکھوں کو زور زور سے مسلا، ایک لمحے کے لئے مجھے اپنی بصارت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ مگر نہیں وہ دونوں واقعی جلتے ہوئے آتش دان سے نکل کر میرے برابر کھڑے تھے، میری نظریں اس دلہن کے چہرے کی جانب اٹھیں۔ جس میں دہکتے ہوئے انگارے کی تپش تھی، انور اسے میرے قریب کھڑا کر کے ایک بار پھر لپک کر آتش دان میں گھس گیا اور دونوں ہاتھوں میں دہکتے ہوئے انگارے اٹھا کر لے آیا، شمع اور تم، اس نے اپنی نظریں میری جانب گاڑتے ہوئے کہا۔

دونوں اس مقدس آگ پر ہاتھ رکھ کر اس بات کا عہد کرو کہ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کے وفادار ہو گے، شمع نے اپنا ہاتھ بڑھا کر دہکتے ہوئے انگاروں پر رکھ دیا اور کہا۔

قسم ہے مجھے اس آگ کی جو دل سے روشن ہے اور ہمیشہ روشن رہے گی میں اس مقدس آگ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اپنے ساتھی کی ہمیشہ وفادار رہوں گی، اس کے کہتے ہی اچانک میں نے اضطرابی طور پر اپنا ہاتھ پتلون کی جیب میں ڈال لیا اور اچانک میرے ہاتھوں میں حمائل شریف آ گئی۔

مگر اتنے میں انور میری طرف متوجہ ہو چکا تھا اس نے مجھے اشارہ کیا کہ میں بھی اس آگ پر ہاتھ رکھ کر شمع کے ساتھ وفادار رہنے کا عہد کروں میں نے اپنا خالی ہاتھ شمع کے ہاتھ پر رکھ دیا جس نے ابھی تک انور کے ہاتھوں میں تھامے ہوئے انگاروں پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

www.urdupalace.com

ابھی میرا ہاتھ شمع کو چھونے کی دیر ہوئی تھی کہ اچانک ایک تیز اور دل دہلا دینے والا دھماکہ ہوا اور اس دھماکے کے ساتھ ہی دو شعلے اڑ کر فضا کی طرف لپکے اور ساتھ ہی وہ دونوں خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹ گئے مگر اس عرصے میں دونوں کے جسموں کو آگ لگ چکی تھی۔

اور وہ دونوں آگ کی لپیٹ میں آ کر جل رہے تھے۔اچانک آگ نے شدت پکڑ لی میرا سارا جسم پسینے میں نہا گیا تھا۔

میں خوف سے ایک طرف سہا ہوا اس ہولناک منظر کو دیکھ رہا تا۔دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کی لاشیں جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو گئیں۔

میں اس ہولناک منظر سے گھبرا کر لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے سیڑھیاں چڑھ کر کوٹھری میں آ گیا۔جہاں ایک اور انکشاف میرا منتظر تھا......؟

سڑھیوں کے قریب ایک کونے میں کھڑے سلیم بابا مجھے گھور رہے تھے۔"کیا...... کیا آپ...... سلیم بابا ہیں؟" میں نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں وہی بدنصیب ہوں۔ جو جب تک زندہ رہا ہمیشہ اپنے مالک کی حفاظت کرتا رہا اور بالآ کر حق نمک ادا کرتے ہوئے موت کی سنگین وادیوں میں گم ہو گیا۔" انہوں نے غم زدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اگر آپ مر چکے ہیں تو پھر زندہ کیسے ہو گئے؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"اس کائنات کے کچھ راز انسان کی نظروں سے اوجھل رہے ہیں۔" انہوں نے پراسرار انداز میں جواب دیا۔

"خیر چھوڑو۔" سلیم بابا نے کہا۔

"لاؤ وہ حمائل شریف مجھے واپس لوٹا دو۔جس کی برکت سے تم نے شیطان کے پجاریوں کو ان کے اصل مقام تک پہنچا دیا ہے۔"

"کیا مطلب؟ میں سمجھا نہیں۔" میں نے الجھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"مطلب یہ کہ میں نے وہ حمائل شریف اپنے مرشد کے کہنے کے مطابق تمہیں دی تھی جب تم شیطانوں کے قلعے کے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔" سلیم بابا بولے۔

"مگر وہ تو محض ایک خواب تھا۔" میں نے حیرت سے کہا۔

"نہیں وہ کوئی خواب نہ تھا بلکہ ایک ٹھوس حقیقت کا ایک ہلکا سا عکس تھا جسے تم نے خواب سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔"

"اگر وہ خواب تھا تو پھر جاگنے پر وہ حمائل شریف جو میں نے تمہیں خواب کی حالت میں دی تھی عالم بیداری میں تمہارے پاس کہاں سے آئی۔" سلیم بابا بولے اور میں سوچ میں پڑ گیا۔

"اب زیادہ سوچ کر اپنے ذہن کو پریشان نہ کرو؟ تم یہ سمجھ لو کہ تمہارے لئے یہی فرض تھا جس سے تم سبکدوش ہو گئے۔

یہ اس حمائل شریف کی برکت تھی کہ وہ آتشی مخلوق تمہارے ہاتھ کا لمس محسوس کرتے ہی جہنم رسید ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک صدی کا وہ شیطانی کھیل بھی ختم ہو گیا جس نے تمہارے خاندان پر اپنی نحوستوں کا سایہ ڈال رکھا تھا۔" میں نے بے اختیار وہ حمائل شریف سلیم بابا کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

حمائل شریف تھامتے ہی سلیم بابا بولے۔

"جاتے جاتے یہ نصیحت ضرور کروں گا کہ آج کے بعد؟ تم یہ ہمیشہ کے لئے بھول جاؤ کہ تمہاری اس حویلی میں شیطان کے پجاریوں کا کوئی خفیہ مسکن تھا اور اگر تم دوبارہ جا کر اس تہہ خانے کا راستہ تلاش کرو گے تو یہ نشانات مٹ چکے ہوں گے۔"

مجھے حیرت زدہ چھوڑ کر سلیم بابا تہہ خانے میں اتر کر کہیں غائب ہو گئے اور زمین برابر ہو گئی؟

اس کے بعد میں نے اور جمال نے متعدد بار کوششیں کیں مگر ہر دفعہ ناکامی ہمارا مقدر ٹھہری اور ہمیں تہہ خانے کا دروازہ نہ مل سکا۔

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com